محبت رسول ﷺ اور حفیظ تائب

ڈاکٹر محمد سرفراز خالد، اسسٹنٹ پروفیسر شعبۂ عربی وعلومِ اسلامیہ، جی سی یونیورسٹی، لاہور

Absratc

Vernation to the Holy Prophet (S.A.W) is the central theme of Islamic teachings. Since the dawn of Islamic civilization. Various scholars have expressed their feelings through their poetry and prose. Arabic, Persian, Urdu and other languages are rich with this theme. This tradition is also found in Punjabi language. Among Punjabi writers Hafeez Taib has also expressed his deep love with the Holy Prophet (S.A.W) in his poetry. In this article his poetry regarding the expression of veneration to the Holy Prophet (S.A.W) has been discussed with reference to the Qur'an & Sunnah.

خالقِ کائنات نے سب سے پہلے اپنے محبوب رسول محمد مصطفےٰ ﷺ کو تخلیق فرمایا اور سب سے آخر میں ہدایت انسانیت کیلئے دُنیا میں مبعوث فرمایا۔ دُنیا میں بعثت رسول ﷺ سے قبل ربّ العالمین نے تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے اپنے محبوب رسول ﷺ پر نہ صرف ایمان لانے بلکہ ان کی مدد کرنے کا عہد لیا، جسے بعض عشاقان مصطفےٰ ﷺ کی پہلی محفل میلا دتصور کرتے ہیں۔

وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَ كُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَى ذَلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُم مِّنَ الشَّاهِدِينَ ۝[۱]

(اور (اے محبوب یاد کیجئے) جب اللہ نے پیغمبروں سے اُن کا عہد لیا کہ جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر آئے تمہارے پاس (عظمت والا) رسول تصدیق کرنے والا اس چیز کی جو تمہارے ساتھ ہو تو ضرور ضرور تم اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔ فرمایا کیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری عہد قبول کیا؟ سب نے کہا ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا پس گواہ رہنا اور میں خود تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں)۔

دانائے راز، حکیم الامت علامہ اقبالؒ رسول اللہ ﷺ کی عظمت کا اظہار یوں فرماتے ہیں:

نگاہ عشق و مستی میں وہی اوّل وہی آخر
وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰسیں، وہی طٰہٰ [۲]

سرورِ انبیاء ﷺ کی عظمت کا اس سے بڑھ کر اور کیا اظہار ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ازل سے اپنے فرشتوں کے ہمراہ نبی معظمؐ پر درود پڑھ رہا ہے بلکہ یہ عمل ابد تک جاری رکھے گا اور ایمان والوں کو بھی اس عظیم وظیفہ کو اختیار کرنے کا حکم قرآن حکیم میں یوں صادر فرما رہا ہے۔

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْماً ۳

(بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اُس نبی پر، اے ایمان والو تم ان پر درود بھیجو اور خوب سلام بھیجا کرو۔)

مومنین کے لئے کس قدر اعزاز و مرتبہ کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس کام کرنے کا حکم دے رہا ہے جو وہ خود کرتا ہے۔ اس حکم الٰہی کی تعمیل میں رسول اکرمؐ کے عزیز و اقربا اور دوست احباب نے نظم و نثر میں نعتِ رسولؐ بیان کی ہے کہ کتب شمائل النبیؐ جن سے مزین نظر آتی ہیں۔ مگر جو عظمت حسان بن ثابتؓ، کعب بن زبیرؓ اور عبداللہ بن رواحہؓ کے حصہ میں آئی وہ شاید ہی کسی اور کے حصہ میں آئی ہو۔ حضرت حسان بن ثابتؓ اپنے آقا و مولیٰؐ کی مدحت میں یوں رطب اللسان ہیں:

واجمل منک لم ترقط عینی
واحسن منک لم تلد النساء
خلقت مبراء من کل عیب
کانک قد خلقت کما تشاء ۴

(آپؐ سے زیادہ حسین میری آنکھوں نے کبھی نہیں دیکھا اور آپؐ سے بہتر کسی ماں نے کبھی پیدا نہیں کیا۔ آپؐ تمام قسم کے عیوب سے مبرا تخلیق کیے گئے ہیں۔ یوں لگتا ہے جیسے آپؐ کو اُس طرح تخلیق کیا گیا جس طرح آپؐ نے خود اپنی تخلیق کی خواہش کی۔)

علامہ شرف الدین محمد بوصیری اپنے شہرہ آفاق قصیدہ بُردہ میں خیر البشرؐ کی عظمت کا اعتراف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

فمبلغ العلمِ فیہ انہ بشر
وانہ خیر خلق اللّٰہ کلہم ۵

(علم کی انتہا اس نتیجہ پر پہنچتی ہے کہ وہ ایک بشر ہیں اور درحقیقت وہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ ساری مخلوق سے عظیم تر ہیں۔)

بلغ العلیٰ بکمالہ کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ صلوا علیہ وآلہ

محسن انسانیتؐ کے ساتھ عقیدت و محبت ہر مسلمان کا جزو ایمان ہے۔ لہٰذا حکم الٰہی کی پیروی کرتے ہوئے دُنیا کے بے شمار افراد نے تقریباً ہر زبان میں گلہائے نعت بارگاہ رسالت میں پیش کیے اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری و ساری رہے گا۔ ڈاکٹر سید عبداللہ رقمطراز ہیں:

''نعت کا فن ہمیشہ ہی سرسبز رہا۔ ثنا خوانانِ جمال و کمال نبیؐ سدا سد اشمع روئے جہاں تاب رسولؐ سے

عقیدت کے دیئے جلاتے رہے۔ یہ مضمون سدا بہار ہے اس پر خزاں نہیں آتی۔ اسے صرصرِ ایام افسردہ نہیں کرسکتی۔ یہ وہ گُل ہے جو ہمیشہ کِھلا رہتا ہے۔لیکن اب اس دور میں دلوں کی کھیتیاں جلد جلد خشک اور ویران ہو جاتی ہیں، سیرابی و شادابی کی ضرورت بھی بڑھتی جاتی ہے اور جتنی جتنی یہ ضرورت بڑھتی جاتی ہے، اتنی اتنی نعت۔ یعنی مدحِ رسول کا جذبہ بھی بڑھتا جاتا ہے۔ کہنا یہ ہے کہ نعت کا گلشن آج کل خوب پھل پھول رہا ہے۔ اسی گلشن کا ایک بلبلِ خوش نوا حفیظ تائب ہے جس کی نعت اب اپنے زمانے پر اپنا نقش قائم کر چکی ہے۔ لہٰذا تعریف و تعارف کی کوئی سعی، اس کے کمالِ فن کی تنقیص کے برابر ہو گی۔''۷

حفیظ تائب کے آباؤ اجداد گوجرانوالہ کے قریب ایک قصبہ احمد نگر میں آباد تھے۔ ان کی ولادت ۱۴ فروری ۱۹۱۳ء میں پشاور کے مقام پر اپنے ننھال میں ہوئی مگر اپنے آبائی وطن سے محبت ان کی رگ و پے میں موجود تھی۔ فرماتے ہیں۔

خوش ہوں کہ میری خاک احمد نگر کی ہے
مجھ پہ نظر ازل سے شہِ بحر و بر کی ہے ۸

نبی معظمؐ کے اسم گرامی احمدؐ ہونے کی وجہ سے احمد نگر کی نسبت متبرک ہوئی اور تخلق احمدؐ ازل سے ہونے کی بنا پر حفیظ تائب محسوس کرتے ہیں کہ اُسی وقت ازل سے میں اپنے کریم آقاؐ کی نظروں میں ہوں اور ان ہی کے فیضان سے مجھے نعت لکھنے کی سعادت نصیب ہوئی اور لوگ مجھے مجدد نعت کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔

ان کے دادا حیات محمد ایک صوفی منش انسان تھے اور اہل علاقہ انہیں قدر و منزلت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ حفیظ تائب کے والد گرامی حاجی چراغ دین قادری سکول ٹیچر ہونے کے ساتھ ساتھ امامت، خطابت اور بچوں کو دینی تعلیم دینے کا فریضہ فی سبیل اللہ سرانجام دیتے تھے۔ حفیظ تائب اپنے آخری انٹرویو میں اپنے والد گرامی کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

''انہوں نے ۱۹۴۷ء میں پہلے حج کے بعد سفرنامہ ''تحفۃ الحرمین'' لکھا جو اُسی سال چھپ گیا۔ بعد میں انہوں نے تصوف کے آداب و اشغال پر رسالہ ''چراغ معرفت'' اور خودنوشت ''چراغ حیات'' لکھی جو تا حال غیر مطبوعہ ہے۔ ابا جی قبلہ کا نام چراغ دین اور دادا جی کا نام حیات محمد تھا۔ اس لحاظ سے کتاب چراغِ حیات کا نام دوہری معنویت رکھتا ہے.........ہماری والدہ بچیوں کی دینی تعلیم دیتی تھیں اور نعت کا اچھا ذوق رکھتی تھیں چنانچہ میری نعت کی پہلی سامعہ بنیں۔''۹

بشیر مُنذر، حفیظ تائب کے نعتیہ ذوق کے پروان چڑھنے کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ ان کی والدہ:

''اکثر حفیظ دے والد نوں کہندیاں سن کہ جمعے توں پہلاں ایہنوں وی نعت سنان دا موقع دیا کرو۔ اونہاں دے گھر گجرات دا اک نعت خواں محمد یوسف وی آوندا سی۔ اوہ حفیظ دا دوست سی اوہدی دوستی دا نتیجہ ایہہ نکلیا کہ جدوں اگے چل کے حفیظ تائب نے آپ نعت لکھنی شروع کیتی تے یوسف دی فرمائش تے اوہ پنجابی وچ وی نعت لکھن لگ پیا۔''۱۰

اُردو شاعری کی طرح حفیظ تائب نے پنجابی نعتیہ شاعری میں بھی اپنا لوہا منوایا ہے۔ ہر صاحب علم و عشق نے حفیظ

تائب کی شاعری کی عظمت کو تسلیم کیا ہے۔ حافظ محمد افضل فقیر رقمطراز ہیں:

''اس کی پنجابی نعت کے موضوعات بھی اردو نعتیہ کلام کے مماثل ہیں۔ عام مدرک، اشیاء کی تجسیم اور محسوسات کی تشکیل اس کی نعتیہ شاعری کے مخصات ہیں۔ فراوانی جذبہ، روانی فکر کا امتزاج ہر جگہ موجود ہے۔ اس اجمال کی تفصیل آپ کو حفیظ تائب کے بارہ ماہ پنجابی کے شہ پارے میں ملے گی۔ جس میں ہمارے شاعر نے شعرائے متقدمین کی روش کے برعکس ہندی مہینوں کی بجائے قمری مہینوں کا انتخاب کیا ہے۔ اس انتخاب پر ایک عظیم الشان اور بدیع التزام بطور مستزاد بھی ہے۔ وہ یہ کہ ہر ماہ کے ساتھ سیرتِ مبارکہ کی جس خصوصی شان کا انتساب ہے، اسے نظم کیا ہے۔ مثال کے طور پر ماہِ ربیع الاول میں آپ ؐ کی ولادت باسعادت، رجب میں معراج شریف، ماہ رمضان میں خیر و برکتِ رمضان اور جنگ بدر، ذیقعدہ میں صلح حدیبیہ اور ذوالحجہ میں آپ ؐ کا بے مثال خطاب اشعار کے قالب میں سمویا۔''[۱۱]

حفیظ تائب کی تصنیفات میں صلوا علیہ وآلہ (اُردو مجموعہ نعت ۱۹۷۸ء) سک متراں دی (پنجابی مجموعہ نعت ۱۹۷۸ء) وسلموا تسلیما (اُردو مجموعہ نعت ۱۹۹۰ء) وہی یٰسین وہی طٰہٰ (اُردو مجموعہ نعت ۱۹۹۸ء) مناقب (اُردو مجموعہ منقبت ۱۹۹۹ء) لیکھ (پنجابی حمد، نعت، غزل، نظم، گیت، ۲۰۰۰ء) کوثریہ (اُردو مجموعہ نعت، ۲۰۰۳ء) نسیب (اُردو مجموعہ غزل، ۲۰۰۳ء) تعبیر (اُردو قومی و ملی منظومات، ۲۰۰۳ء) ان کی حیات مستعار میں لکھی گئیں جبکہ ان کے اس دُنیا سے رخصت ہونے کے بعد شائع ہونے والی کتب میں کلیات حفیظ تائب (اُردو پنجابی حمد و نعت، مع غیر مدون کلام، ۲۰۰۵ء) اصحابی کالنجوم (دیوان مناقب اصحاب ؓ ۲۰۰۶ء) حاضرین (پنجابی سفر نامہ حج تے عمرہ مع تصاویر ۲۰۰۷ء) حضوریاں (حاضری و حضوری پر مبنی نعتیہ انتخاب ۲۰۰۷ء) بے چہرگی (باقیات غزل ۲۰۰۸ء) طاقِ حرم (مجموعہ نعت ۲۰۱۰ء) قابل ذکر ہیں۔ مختلف مجلّات، اخبارات اور جرائد میں شائع ہونے والے ان کے مضامین کا احاطہ مشکل ہے۔ بحیثیت پروفیسر شعبہ پنجابی، پنجاب یونیورسٹی میں ان کی زیرنگرانی لکھے گئے مقالات کے تعداد اس کے علاوہ ہے۔ علاوہ ازیں تحقیق، تدوین اور تنقیدی مضامین کے متعدد مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔

ڈاکٹر سید محمد ابوالخیر کشفی، حفیظ تائب کی نعتوں میں بیان کردہ جذبات و کیفیات کے لئے یوں مدح سرا ہوتے ہیں:

''تائب صاحب کے وجود کی مٹی حسن ارادت سے گوندھی گئی ہے۔ وہ صاحب علم بھی ہیں۔ اللہ کی کتاب کے اوراق میں انہوں نے صورت و سیرتِ خیر البشر کی تلاوت کی ہے۔ ان کی نعتوں میں جگہ جگہ قرآنی جواہر پارے اور ان کی طرف اشارے موجود ہیں۔ جمالِ فکر کی مسلسل جھلکیاں، ان کی نعتوں کی ردیفوں، قافیوں، زمینوں میں ملتی ہیں۔''[۱۲]

اللہ تعالی نے نورِ محمدی ؐ کی سب سے پہلے تخلیق فرمائی اور تخلیق آدم علیہ السلام کے بعد اس نُور کو ان کے جسم اطہر میں منتقل کیا اور نسل در نسل پاکیزہ نفوس کے ذریعہ حضرت عبداللہ ؓ تک پہنچایا۔ مولانا اشرف علی تھانوی نے نشر الطیب میں ایسی متعدد احادیث جمع کی ہیں جن سے نورانیت مصطفٰے اور رسول اللہ ﷺ کے حسب نسب کی عظمت کا ثبوت ملتا ہے۔ کتاب کی پہلی فصل میں بیان کرتے ہیں:

''حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں مجھ کو خبر دیجئے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کون سی چیز پیدا کی۔ آپؐ نے فرمایا: اے جابرؓ! اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبیؐ کا نور اپنے نور سے (نہ بایں معنیٰ کہ نور الٰہی اس کا مادہ تھا بلکہ اپنے نور کے فیض سے) پیدا کیا۔ پھر وہ نور قدرت الٰہیہ سے جہاں اللہ کو منظور ہوا سیر کرتا رہا۔'' ۱۳

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک نقل کرتے ہیں:

بعثت من خیر قرون بنی آدم قرنا فقرنا حتی کنت من القرن الذی کنت منه. ۱۴

(اللہ تعالیٰ نے مجھے قبائل کی شاخ در شاخ میں بہترین شاخ سے مبعوث فرمایا حتیٰ کہ میں اس قرن سے پیدا ہوا جو میرا ہے۔)

یثاق النبیین کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے سید الانبیاءؐ پر نہ صرف ایمان لانے کا پختہ عہد لیا بلکہ ان کی مدد کرنے کی بھی تلقین فرمائی۔ مگر یہ سعادت اُمت محمدیہ کی قسمت میں تھی کہ ان میں نور مجسم ﷺ مبعوث ہوئے۔ لہٰذا ربّ کریم نے مومنوں کے لئے دیگر بے حد و بے شمار نعمتیں عطا کرنے پر احسان نہیں جتلایا مگر عطائے مصطفےٰ ﷺ پر ایسی بے نظیر نعمت ہے کہ اس نعمت کو عطا کرنے پر احسان جتلا رہا ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلاً مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْ عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ۱۵

(بے شک اللہ نے بڑا احسان کیا ایمان والوں پر جب اس نے ان میں عظمت والا رسول بھیجا ان ہی میں سے، جو تلاوت کرتا ہے ان پر اس کی آیتیں اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے۔)

حفیظ تائب مومنین پر ربّ کریم کے اس احسان عظیم کو یوں بیان کرتے ہیں:

ربّ سچے نے کرم کمایا　　پاک محمدؐ جگ وچ آیا
آیا بن کے ربّ دی رحمت　　جاگی انساناں دی قسمت ۱۶

مومنین کے لئے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے جن احکام و تعلیمات کا تذکرہ فرمایا ہے نبی کریم ان کی عملی تصویر نظر آتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ قرآن مجید دراصل ''قرآن صامت'' ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ ''قرآن ناطق'' ہیں۔ ام المومنین عائشہ صدیقہؓ سے جب رسول اللہؐ کے خلق کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا تھا:

کان خلقه القران ۱۷

(آپ ﷺ کا خُلق تو قرآن ہے۔)

یہی وجہ ہے کہ اپنے محبوب ﷺ کے خُلق کی گواہی ربّ کائنات قرآن مجید میں یوں پیش فرماتا ہے:

وَاِنَّکَ لَعَلیٰ خُلُقٍ عَظِیمٍ۱۸؎

(اور بے شک ضرور آپؐ بہت بڑی شان والے خلق پر ہیں)

اسی طرح رسول اللہؐ نے خود اپنی بعثت کا مقصدِ عظیم بھی اعلیٰ اخلاق کو منطقی انجام تک پہنچانا قرار دیا:

انما بعثت لا لمم حسن الاخلاق. ۱۹؎

(بے شک میں بہترین اخلاق کی تکمیل کے لیے مبعوث کیا گیا ہوں۔)

نبی معظمﷺ کی بعثت کے مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے مولانا ابوالحسن علی ندوی لکھتے ہیں:

''آپؐ کی بعثت کا مقصد دُنیا کو جنت کی بشارت اور عذاب آخرت کی وعید پہنچانا تھا۔ آپؐ داعی الی اللہ اور سراج منیر بن کر آئے تھے کہ ساری دُنیا کو روشن کریں۔ آپؐ مبعوث فرمائے گئے تھے کہ دنیا کو بندوں کی بندگی سے نکال کر صرف خدا کی بندگی میں داخل کریں۔ تمام لوگوں کو مادی زندگی کی کال کوٹھری سے نکال کر دُنیا و آخرت کی وسعتوں میں پہنچا دیں۔ مذہب و ادیان کی ناانصافیوں اور زیادتیوں سے نجات دلا کر اسلام کے انصاف سے متمتع ہونے کا موقع دیں۔'' ۲۰؎

حفیظ تائب اس ساری گفتگو کو اشعار میں یوں سمیٹتے ہیں:

پُھل کھِڑے نیں خلق نبیؐ دے آسے پاسے چار چوفیرے
اپنے سجے ویہڑے نوں میں کیوں نہ فر گلزار بناواں
حق سچ والے امبراں اُتے جگ مگ کر دے قول اوسے دے
عدل و انصاف دی دُنیا اندر سبھ توں اُچا اوہدا ناواں۲۱؎

رسول اللہؐ کی حیات ظاہری میں عاصیوں اور گنہگاروں کو ربّ کریم نے بارگاہ رسالت میں حاضری کا سلیقہ سکھایا کہ وہاں پہنچ کر اپنے گناہوں کے لیے معافی کے خواستگار ہوں۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ إِذ ظَّلَمُوا اَنفُسَهُمْ جَآؤُوکَ فَاسْتَغْفَرُوْا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّاباً رَّحِیماً ۲۲؎

(اور اگر وہ کبھی اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تھے تو آ جاتے آپؐ کے پاس۔ پھر مغفرت طلب کرتے اللہ سے اور مغفرت طلب کرتا ان کے لئے رسولؐ تو ضرور پاتے اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا، بے حد رحم فرمانے والا۔)

مفسرین و محدثین فرماتے ہیں کہ آج بھی اگر روضۂ رسولؐ پر حاضر ہو کر اللہ سے معافی طلب کی جائے اور شفاعت مصطفےٰؐ بھی ساتھ مل جائے تو یقیناً ربّ العٰلمین کو اُسی طرح توّاب اور رحیم پائیں گے۔ حفیظ تائب اسی امید پر حاضری روضہ رسولؐ کی خواہش کا اظہار کرتے ہیں:

نبی دے در تے جے ہووے رسائی
میں سمجھاں مل گئی مینوں خدائی

خیال آوے جدوں سوہنے نبیؐ دا
نہ غم مینوں رہوے نہ فکر کائی۲۳

بارگاہ رسالت میں حاضری کی تمنا پوری ہونے پر جب حفیظ تائب روضۂ رسولؐ پر حاضر ہوتے ہیں تو محبوب ربانی کی خدمت میں یوں عرض گزار ہوتے ہیں:

ایہہ منگتے تیرے در اُتے لکھاں آساں لے کے آئے نیں
تیرے درتوں چنگیاں منذیاں نے رحمت دے خزانے پائے نیں
ربّ تینوں طاقت بخشی اے، تائب دی مشکل وی حل کر دے
تیرے اک اشارے نے آقا لکھاں دے کم بنائے نیں۲۴

حافظ محمد افضل فقیر، حفیظ تائب کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ دشواریوں کے سیل اور موانع کی قندی نے حفیظ کے عزم صمیم کے لئے مہمیز کا کام کیا ہے۔ نعتیہ اشعار لکھتے وقت اس کا انتخابِ الفاظ، قابل ہزار تحسین ہے۔ اس کا فکر رسا ہر لحہ اعلیٰ سے اعلیٰ مضامین کو اپنے دامن میں سمیٹتا ہے۔ وہ سیرتِ نبویؐ کی کتب کا مطالعہ کرتا ہے اور اس مطالعے سے اکتسابِ فیض کے بعد نعت لکھتا ہے۔'') ۲۵

سرورِ کائناتؐ کی عظیم ذات کے ساتھ نہ صرف انسان، چرند پرند، بلکہ پتھر اور درخت بھی محبت کا اظہار کرتے ہیں:

عن عائشۃؓ ان رسول اللّٰہؐ کان فی نفر من المھاجرین والانصار فجاء بعیر فسجد لہ ۲۶

(حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رسولؐ مہاجرین و انصار کی جماعت میں تشریف فرما تھے کہ ایک اونٹ آیا اور آپؐ کے سامنے سجدہ ریز ہو گیا۔)

عن ابن عباسؓ : کان رسول اللّٰہؐ اذا اراد لحاجۃ ابعد المشی فانطلق ذات یوم لحاجتہ ثم توضا و لبس احد خفیہ فجاء طائر احضر فاخذ الخف الآخر فارتفع بہ ثم القاہ فخرج منہ اسود سابع فقال رسول اللّٰہؐ ھذہ کرامۃ اکرمنی اللّٰہ بھا ۲۷

(حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ جب قضائے حاجت کا ارادہ فرماتے تو آبادی سے بہت دور تشریف لے جاتے۔ ایک دن آپؐ قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے پھر وضو فرمایا اور اپنے موزوں میں سے ایک موزہ پہنا کہ اچانک ایک سبز پرندہ آیا اور آپؐ کا دوسرا موزہ لے اُڑا پھر اُسے نیچے پھینکا تو اس میں سے ایک سیاہ سانپ نکلا۔ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا: یہ وہ چیز ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے میری عزت افزائی فرمائی ہے۔)

عن علیؓ قال: کنا مع رسول اللّٰہؐ بمکۃ فخرج فی بعض نواحیھا فما استقبلہ شجر ولا جبل الا قال: السلام علیک یا رسول اللّٰہؐ ۲۸

(حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہؐ کے ہمراہ مکہ میں تھے۔ جب آپؐ مکہ کے گرد و نواح میں

گئے تو راستے میں جو درخت اور پتھر آتا وہ یوں استقبال کرتا: یا رسولؐ اللہ! آپؐ پر سلام ہو۔)

عن انسؓ ان النبیؐ کان یخطب الی جذع ثم اتخذ المنبر، ذھب الی المنبر، فحن الجذع فاتاہ فاحتضنہ فسکن. فقال: لو لم احتضنہ لحن الی یوم القیامة ۲۹

(حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ ایک ستون سے ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے۔ پھر جب ممبر تیار ہو گیا اور آپ ممبر کی طرف تشریف لے گئے تو وہ ستون رونے لگا۔ آپؐ اس کے پاس تشریف لائے اور اسے سینے سے لگایا تو وہ پُرسکون ہو گیا۔ رسول اللہؐ نے فرمایا نہ اگر میں اسے سینہ سے نہ لگاتا تو یہ قیامت تک روتا رہتا۔)

حفیظ تائب بھی محبت رسول ﷺ کی اس منزل پر فائز ہیں کہ انہیں عصرِ حاضر میں بھی جذب وکیفیت کے ایسے مظاہر نظر آ جاتے ہیں:

میں ڈِٹھیاں نیں اوہدے ناں تے کھڑ کھڑ پیندیاں کلیاں
میں ڈٹھے نیں اوہدی یاد وچ چھم چھم روندے اکھر ۳۰

رسول اللہؐ کی رفعت وعظمت کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ قرآن حکیم میں متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت کے ساتھ رسولؐ کی اطاعت کا حکم دیا ہے بلکہ رسولؐ کی اطاعت کو اللہ کی اطاعت کے مترادف قرار دیا ہے:

مَّنْ يُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ وَمَن تَوَلَّى فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظاً ۳۱

(جس نے رسولؐ کی فرمانبرداری کی بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا اور جس نے روگردانی کی، تو نہیں بھیجا ہم نے آپ کو ان پر نگہبان بنا کر۔)

قرآن حکیم کی بے شمار آیات مبارکہ میں اللہ ربّ العزت نے اپنے محبوبؐ کی عظمت وتوقیر کی جانب بھی توجہ مبذول کروائی ہے اور رسول اللہؐ کی رضا وخوشنودی کو اپنی رضا وخوشنودی اور ان کی نافرمانی اور ایذا رسانی کو اپنی نافرمانی اور ایذا رسانی قرار دیا ہے:

إِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِيْ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَاباً مُّهِيْناً ۳۲

(بے شک جو لوگ اذیت دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسولؐ کو اللہ نے ان پر لعنت فرمائی دُنیا اور آخرت میں اور ان کے لئے خواری کا عذاب تیار کیا۔)

اور اللہ تعالیٰ نے تنبیہ فرمائی ہے کہ کسی بھی معاملہ زندگی میں نبیؐ سے سبقت کی کوشش اللہ سے سبقت کی ناکام کوشش ہو گی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۳۳

(اے ایمان والو! نہ آگے بڑھو اللہ اور اس کے رسولؐ سے اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ (سب کچھ) خوب سننے والا بہت جاننے والا ہے)۔

متعدد شعراء نے ان کیفیات کو شعروں کے سانچے میں ڈھالنے کی سعی کی ہے مثلاً:

وہ خدا نہیں، بخدا نہیں، وہ خدا سے مگر جدا نہیں
وہ ہیں کیا، وہ ہیں کیا نہیں، یہ محبّ حبیبؐ کی بات ہے۳۴؎

اسی طرح شعراء اس حقیقت کا بھی اعتراف کرتے ہیں کہ محبوب اور محبّ کا سب کچھ مشترکہ ہوتا ہے کوئی تفریق نہیں ہوتی۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محبّ میں نہیں میرا تیرا۳۵؎

حفیظ تائب بھی ان خوش قسمت شعراء میں ہیں جنہیں محبوب ربانی کی شان وعظمت کا ادراک ہے لہٰذا وہ اس حقیقت کا اظہار یوں کرتے ہیں:

اوہنوں ربّ نال رَلایئے تے ایمانوں خارج ہو جایئے
اوہنوں وکھرا ربّ توں جانیے تے مقبول عبادت نہیں ہوندی۳۶؎

اس کے باوجود ایسے افراد کی بھی کمی نہیں جو ہر وقت تگ و دو میں مصروف ہوتے ہیں کہ نبی کریمؐ کو عام انسانوں کی طرح ثابت کریں اور عوام الناس کے دلوں سے محبت رسولؐ کو ختم کر دیں۔ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی ایسے لوگوں سے خبردار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''یہ عام ضمیر فروشی کا دور ہے۔ بڑے بڑے فاضل اور صاحبِ قلم ہیں، جن کی ذہانت اور جن کے مطالعہ کے سامنے ہماری کوئی حیثیت نہیں، لیکن ضمیر نام کی کوئی چیز ان کے یہاں نہیں پائی جاتی۔ ان کے دماغ کی جگہ پر دماغ ہے اور دل کی جگہ پر بھی دماغ ہی ہے، بلکہ ان کے پہلو میں ایک دھڑکتے دل کی بجائے ایک رواں دواں قلم رکھا ہوا ہے جو سب کچھ لکھ سکتا ہے۔ جس کے یہاں آخرت کی جواب دہی اور ضمیر کی ملامت اور سرزنش کا کوئی سوال ہی نہیں۔ اُن میں ہر زمانے کے ساتھ بدلنے اور اس کے مطالبوں کی ترجمانی کرنے کی غیر محدود صلاحیت موجود ہے۔''۳۷؎

علامہ اقبالؒ ایسے ضمیر فروشوں اور ناعاقبت اندیشوں کی طرف سے کی جانے والی کوششوں سے پردہ اُٹھاتے ہوئے بتاتے ہیں کہ ان کی ساری محنت اس پر صرف ہوتی ہے کہ عوام کے دلوں سے محبت رسولﷺ محو کر دی جائے:

وہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روحِ محمدؐ اس کے بدن سے نکال دو ۳۸؎

المختصر حفیظ تائب نعتیہ شاعری کے اوصاف کا احاطہ ممکن نہیں۔ جس محبت وعقیدت اظہار اور وارفتگی کا ثبوت انہوں نے پیش کیا ہے وہ انہیں یقیناً بارگاہ رسالتؐ میں قرب اور قبولیت کا باعث ہوگا۔ ان کا پنجابی مجموعہ نعت ''سک متراں دی'' ان کی محبت رسول کا بہترین ترجمان ہے۔ اہلِ علم حضرات کی جانب سے ان کو جو خراجِ تحسین پیش کیا گیا ہے وہ اس کا بیّن ثبوت ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی جوارِ رحمت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ (آمین)۔

مصادر و مراجع:

۱۔ آل عمران ۳:۸۱
۲۔ اقبال، علامہ محمد، کلیات اقبال اُردو (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ۱۹۹۵ء)، ص:۳۶۳
۳۔ الاحزاب ۳۳:۵۶
۴۔ حسان بن ثابت، دیوان حسان
۵۔ بوصیری، شرف الدین محمد، قصیدہ بُردہ شریف (کراچی: تاج کمپنی لمیٹڈ، ۱۹۵۷ء)، ص:۵۱
۶۔ سعدی شیرازی، گلستان سعدی (تہران: دانش سعدی، ۱۳۴۸ھ)، ص:۲
۷۔ حفیظ تائب، صلوا علیہ وآلہ، تجزیہ (لاہور: القمر انٹر پرائزز، ۲۰۰۴ء)، ص:۹
۸۔ حفیظ تائب، وسلموا تسلیما (لاہور: القمر انٹر پرائزز، ۲۰۰۴ء)، ص:۱۶۰
۹۔ کاروان نعت، شمارہ ۱، اکتوبر ۲۰۰۴ء، ص:۱
۱۰۔ حفیظ تائب، سک متراں دی (لاہور: القمر انٹر پرائزز، طبع چہارم، س ن)، ص:۱۱۸۔۱۱۹
۱۱۔ حفیظ تائب، وسلموا تسلیما (لاہور: القمر انٹر پرائزز، ۲۰۰۴ء)، ص:۴۲۔۴۳
۱۲۔ حفیظ تائب، کوثریہ (لاہور: القمر انٹر پرائزز، ۲۰۰۳ء)، ص:۱۳
۱۳۔ تھانوی، مولانا اشرف علی، نشر الطیب (لاہور: اسلامی کتب خانہ، س ن)، ص:۶
۱۴۔ منصور پوری، قاضی محمد سلیمان، رحمۃ للعلمین (لاہور: مکتبہ محمدیہ، ۲۰۰۸ء)، ج:۳، ص:۵۹
۱۵۔ آل عمران ۳:۱۶۴
۱۶۔ حفیظ تائب، سک متراں دی، ص:۶۱
۱۷۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الادب المفرد، باب من دعا اللہ أن یحسین خلقہٗ، ۱۱۵:۱، رقم الحدیث ۳۰۸
۱۸۔ القلم ۶۸:۴
۱۹۔ مالک، بن انس، امام، موطا، باب ماجاء فی حسن الخلق، ۹۰۴:۲، رقم الحدیث ۸
۲۰۔ ندوی، سید ابوالحسن علی، انسانی دُنیا پر مسلمانوں کے عروج و زوال کا اثر (کراچی: مجلس نشریات اسلام)، ص:۹۱
۲۱۔ حفیظ تائب، سک متراں دی، ص:۱۹
۲۲۔ النساء ۴:۶۴
۲۳۔ حفیظ تائب، سک متراں دی، ص:۴۶
۲۴۔ ایضاً، ص:۴۷
۲۵۔ حفیظ تائب، وسلموا تسلیما، ص:۳۸
۲۶۔ احمد بن حنبل، المسند (بیروت: المکتب الاسلامی، ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۹ء) ج ۶ ص ۶۷ رقم الحدیث ۲۴۵۱۵

۲۷۔ ابونعیم، احمد بن عبد اللہ، دلائل النبوۃ (حیدرآباد: بھارت، مجلس دائرہ معارف عثمانیہ ۱۳۶۹ھ/ ۱۹۵۰ء) ج ا ص ۱۹۸ رقم الحدیث ۱۵۰

۲۸۔ ترمذی، محمد بن عیسیٰ، السنن (بیروت: دارالغرب الاسلامی، ۱۹۹۸ء) ج ۵ ص ۵۹۳ رقم الحدیث ۳۶۲۶

۲۹۔ ابن ماجہ، محمد بن یزید، السنن، (بیروت: دارالکتب العلمیہ ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء) ج ا ص ۴۵۴ رقم الحدیث ۱۴۱۵

۳۰۔ حفیظ تائب، سک متراں دی، ص: ۲۲

۳۱۔ النساء۴: ۸۰

۳۲۔ الاحزاب۳۳: ۵۷

۳۳۔ الحجرات ۴۹: ۱

۳۴۔ شاعر

۳۵۔ بریلوی، احمد رضا خاں، مولانا، حدائق بخش (نذیر سنز پبلشرز، س ن) ص: ۳

۳۶۔ حفیظ تائب، سک متراں دی، ص: ۴۵

۳۷۔ ندوی، سید ابوالحسن علی، پاجا سراغ زندگی، ص: ۱۵۳

۳۸۔ اقبال، علامہ محمد، کلیاتِ اقبال اُردو، ص: ۶۵۸

☆☆☆